www.KitaboSunnat.com

حدیث وسنت

غازی عزیر

(قسط : ۳)

قرآن وسنت کا باہمی تعلق

...... ذیل میں قرآن سے زائد احکام پر مشتمل چند احادیث کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں :

۱۔ قرآن میں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے لیکن لفظ خمر سے بظاہر شراب کی اتنی ہی مقدار کی حرمت ثابت ہوتی ہے جو نشہ آور ہو، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :

﴿إنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ أنْ يُوْقِعَ بَيْنَكُمْ العَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِيْ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ﴾(۹۷)

یعنی "شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے تم کو باز رکھے"......

لیکن حدیث میں اس پر یہ زائد حکم بیان کیا گیا ہے کہ جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ آور ہو اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے، "ما أسكر كثيره فقليله حرام"(۹۸)

۲۔ آیت : ﴿وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا﴾(۹۹) یعنی "اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لیے حرام کیا گیا ہے جب تک تم حالتِ احرام میں ہو"...... سے معلوم ہوتا ہے کہ محرم کیلئے شکار مطلقاً حرام ہے لیکن قرآن اس پر بالکل خاموش ہے کہ جو شخص غلطی سے حالتِ احرام میں شکار کرلے اس کی جزا کی نوعیت کیا ہوگی ؟ مگر حدیث بتاتی ہے کہ عمداً اور سہواً دونوں صورتوں میں جزا یکساں ہوگی۔

۳۔ قرآن کریم میں ہے :

﴿وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللهُ فَكُلُوْا مِمَّا أمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ﴾(۱۰۰)

یعنی "اور جن شکاری کتوں کو تم تعلیم دو اور تم ان کو چھوڑو بھی اور ان کو اس طریقہ سے تعلیم دو جو تم کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دیا ہے تو ایسے شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لیے پکڑیں، اس کو کھاؤ"......

اس آیت سے یہ پتہ چلا کہ اگر کتا باقاعدہ شکار کے لیے سدھایا ہوا نہ ہو تو اس کا شکار حلال نہیں ہے لیکن قرآن اس معاملہ میں بالکل خاموش ہے کہ اگر سدھایا ہوا کتا شکار میں سے کچھ کھالے تو یہ شکار حلال ہوگا یا نہیں ؟ مگر حدیث بتاتی ہے کہ یہ شکار بھی حرام ہے۔(۱۰۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے : ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ (۱۰۲) یعنی "اور (تمھارے لیے یہ حرام کیا گیا ہے کہ) تم دونوں بہنوں کو ایک ساتھ (نکاح میں) جمع کرو" لیکن حدیث اس کے ساتھ خالہ وبھانجی اور پھوپھی وبھتیجی کو بھی بیک وقت نکاح میں رکھنے سے منع کرتی ہے۔ بظاہر اس اضافہ کی کوئی بنیاد قرآن میں موجود نہیں ہے، لیکن اگر ﴿وَأَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ﴾ کی علت پر غور کیا جائے تو نبی ﷺ کے اس ارشاد کی اصل معلوم ہو جاتی ہے۔ یعنی جس طرح دو بہنوں کو سوکنوں کی شکل میں رکھنا ان کے رشتۂ اُخوت کو قطع کرنے کے مترادف ہے، اسی طرح خالہ وبھانجی اور پھوپھی وبھتیجی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا بھی اسی علت کا حامل ہے۔ ایک دوسرے موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا بھی ہے: "وإذا فعلتم ذلك قطعتم أرحامكم"

یعنی "اور جب تم یہ کروگے تو اپنی قرابتیں کاٹ ڈالوگے" (۱۰۳)

۵۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ...... وَأُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوٰتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ﴾ (۱۰۴) یعنی "تم پر حرام کی گئی ہیں ...... اور تمھاری وہ مائیں جنھوں نے تم کو دودھ پلایا ہے اور تمھاری رضاعی بہنیں" اس آیت میں صرف دو رضاعی رشتے حرام قرار دیے گئے ہیں حالانکہ حدیث میں ان کے علاوہ بھی متعدد رشتے، رضاعت کی بنا پر حرام ہیں (۱۰۵)

۶۔ قرآن مجید میں ایک واضح اصول کے تحت نواقض وضو کا ذکر کیا گیا ہے لیکن حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نواقضات کے علاوہ ریح خارج ہونا اور نیند آجانا بھی نواقض وضو میں شامل ہیں۔

☆ اب ذیل میں چند ایسی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن میں قرآن کے ظاہری مفہوم کو حدیث کی روشنی میں ترک کر دیا جاتا ہے :

۱۔ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى﴾ (۱۰۶)

یعنی "اے ایمان والو، تم پر قصاص فرض کیا جاتا ہے، مقتولین کے بارے میں: آزاد آدمی، آزاد آدمی کے عوض میں اور غلام غلام کے عوض میں اور عورت عورت کے عوض میں"

اس آیت کے ظاہری الفاظ سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اگر کوئی مرد کسی عورت کو قتل کر ڈالے تو وہ مرد قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ قرآن اس بارے میں ساکت ہے لیکن حدیث میں یہ اضافی حکم موجود ہے کہ قصاص کے معاملہ میں تمام مسلمان یکساں ہیں۔ "تتكافأ دمائهم" اس لیے مقتولہ کے عوض میں بھی قاتل کو قتل کیا جائے گا۔ (۱۰۷)

۲۔ ﴿لَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا﴾ (۱۰۸)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ”اپنی لونڈیوں کو زنا کرانے پر مجبور نہ کرو اگر وہ پاکدامن رہنا چاہتی ہوں“ اس آیت میں ﴿إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا﴾ سے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ لونڈیاں عفت اور پاکبازی کی زندگی گزارنے کے بجائے کسی اور سبب سے زنا پر آمادہ نہ ہوں تو ان کو بدکاری کے لیے مجبور کیا جاسکتا ہے، لیکن یہ درست نہیں ہے کیونکہ یہاں تَحَصُّنًا کی قید اتفاقی اور اظہارِ واقعہ کیلئے ہے، احترازی نہیں ہے۔[109]

۳۔﴿ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ ...... وَرَبَائِبُكُمُ الّٰتِي فِيْ حُجُوْرِكُمْ ﴾[110]

- یعنی ”تم پر حرام کی گئی ہیں ...... تمہاری بیویوں کی (پہلے خاوند سے) وہ بیٹیاں جو تمہارے زیر پرورش رہتی ہوں“ لیکن حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ربیبہ لڑکیاں خواہ زیر پرورش ہوں یا نہ ہوں بہر حال حرام ہیں۔ اس آیت میں ”فی حجورکم“ کی قید کسی قانونی پابندی کے اضافہ کے لیے نہیں بلکہ صرف اظہارِ واقعہ کے لیے ہے“[111]

۴۔﴿ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾[112]

یعنی ”بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، پس جو شخص بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس پر ذرا بھی گناہ نہیں، اگر وہ ان دونوں نشانیوں کا طواف کرے“......

اس آیت سے ظاہر ہے صفا مروہ کے درمیان طواف (سعی) کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے حالانکہ حدیث کی روشنی میں یہ سعی واجب ہے[113]

(۵)﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾[114] یعنی ”پس اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا اگر تم نماز کو کم کردو، اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ کافر لوگ تم کو پریشان کریں گے“ اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف دشمن سے خوف کی حالت ہی میں نماز قصر کی جاسکتی ہے، حالانکہ حدیث بتاتی ہے کہ حالتِ سفر میں خواہ دشمن کا خوف ہو یا نہ ہو، نماز قصر کی جاسکتی ہے، بلکہ بعض ائمہ کے نزدیک حالت سفر میں نماز قصر کرنا واجب ہے۔

قرآن سے زائد احکام پر مشتمل ایسی احادیث نبوی کے یقینی طور پر واجب العمل ہونے کی دلیل محی السنۃ علامہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں:

”ومثال الثاني: آية الوضوء، انها مدنية إجماعا وفرضه كان بمكة مع فرض الصلوة وكآية الجمعة فانها مدنية والجمعة فرضت بمكة كذا قيل والحكمة فى ذلك تاكيد حكم السابق بالآية“[115]

یعنی ”دوسری مثال یہ ہے کہ وضو کی آیت متفقہ طور پر مدنی ہے حالانکہ وضو نماز کے فرض ہونے کے ساتھ مکہ میں فرض ہوا تھا۔ اسی طرح جمعہ کی آیت بھی مدنی ہے جب کہ جمعہ مکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں فرض ہوا تھا، چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ اس میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ سابقہ حکم کو آیت نازل کر کے مؤکد کر دیا جائے"

ان دو واقعات سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ آیاتِ وضو، جمعہ نازل ہونے سے قبل بھی ان پر عمل کیا جاتا تھا، حالانکہ ان آیات کے نزول سے قبل تک ان احکام کا قرآن میں کوئی اشارہ تک موجود نہ تھا۔ پس معلوم ہوا کہ عہدِ رسالت میں قرآن سے زائد احکام پر سنت نبوی کے مطابق مسلسل آٹھ سال عمل ہوتا رہا جو اثباتِ حکم میں سنت پر قطعی اعتماد کی واضح دلیل ہے، خواہ اس کا مضمون قرآن سے زائد ہی ہو۔ حضرت مقدامؓ بن معدیکرب سے مروی یہ حدیث بھی اس امر کی تائید کرتی ہے:

"قال رسول الله ﷺ ألا اني أوتيت القرآن ومثله معه ، ألا يوشك رجل شبعان على أريكته يقول عليكم بهذ القرآن فما وجدتم فيه من حلال فأحلّوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموه وإن ما حرم رسول الله كما حرم الله"(١١٦).

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگاہ رہو مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے مثل ایک اور چیز۔ عنقریب ایک سیر شکم آدمی مسند پر ٹیک لگائے ہوئے یوں گویا ہو گا کہ قرآن کا دامن تھامے رکھو، جو چیز اس میں حلال ہو، اس کو حلال سمجھنا اور جو حرام ہو، اسے حرام سمجھو۔ لیکن خبردار رہو کہ جس چیز کو رسول اللہ ﷺ نے حرام ٹھہرایا ہو، وہ بھی اللہ کی حرام کردہ اشیاء کی طرح حرام ہے"

قرآن سے زائد احکام پر مشتمل احادیث کے متعلق جناب حمید الدین فراہی کے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے فراہی مکتب فکر کے ترجمان جناب خالد مسعود صاحب اپنے ایک مضمون "حدیث و سنت کا فراہی منہاج" میں لکھتے ہیں:

"اس کے بعد مولانا فراہی یہ اصول قائم کرتے ہیں کہ اگر کسی حکم کا ماخذ قرآن میں متعین نہ کیا جا سکے اور حدیث کا حکم قرآن کے خلاف نہ ہو بلکہ اس پر اضافہ ہو تو یہ اضافہ اس بنا پر قبول کر لیا جائے گا کہ وہ اس نور و بصیرت کا نتیجہ ہے جو حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطورِ خاص عطا ہوئی تھی۔ ایسے احکام کو سنت میں مستقل اصل قرار دیا جائے گا کیونکہ ہمیں اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا گیا ہے...... الخ"(١١٧)

۴۔ مخالفِ قرآن احادیث (احادیث کی چوتھی قسم)

ایسی احادیث جو بظاہر قرآنی احکام سے متصادم معلوم ہوتی ہیں لیکن یہ تعارض حقیقی نہیں ہوتا بلکہ معمولی فکر و تدبر سے رفع کیا جا سکتا ہے۔ چونکہ حدیثِ نبوی قرآن کریم کی شرح و تفسیر ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾ سے ظاہر ہے اور یہ بھی طے شدہ امر ہے کہ یہ بیان و تبیین منجانبِ اللہ ہی بذریعہ وحی انجام پاتی تھی، پس جب قرآن اور اس کی شرح، دونوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چیزیں ہی منجانب اللہ ہیں تو ان دونوں کا ایک دوسرے کے خلاف ہونا عقلاً محال ہوا۔ قرآن میں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (۱۱۸)

یعنی "اگر یہ کلام غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت سارے اختلافات پاتے"

حافظ ابن قیمؒ فرماتے ہیں :

"نحن نقول قولا كليا نشهد الله وملائكته أن ليس في حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم مايخالف القرآن ولاما يخالف العقل الصريح بل كلامه بيان للقرآن وتفسيرله وتفصيل لما أجمله وكل حديث من ردّه بزعمه انه يخالف القرآن فهو مطابق للقرآن وغايته أن يكون زائدا على ما في القرآن وهذا الذى أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بقبوله" (۱۱۹)

یعنی "ہم اللہ عزوجل اور اس کے فرشتوں کو گواہ بنا کر کلی طور پر یہ کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو قرآن یا عقل کے مخالف ہو، بلکہ آں ﷺ کا کلام قرآن کی تبیین، اس کی تفسیر اور اس کے اجمال کی تفصیل ہے۔ جس حدیث کو کسی نے یہ سمجھ کر رد کیا ہے وہ مخالف قرآن ہے تو در حقیقت وہ قرآن کے عین مطابق ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ایسی احادیث قرآن سے زائد مضمون پیش کرتی ہیں اور ان روایات کو قبول کرنے کا خود رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا ہے"

حافظ ابن قیمؒ سے بہت قبل امام شافعیؒ نے بھی اپنی مشہور کتاب الرسالة (۱۲۰) میں اس موضوع پر انتہائی بسط سے روشنی ڈالی ہے اور بدلائل قوی ثابت کیا ہے کہ اگر کوئی حدیث محدثین کی شرط پر صحیح ہو تو کبھی بھی قرآن کے خلاف نہیں ہو سکتی۔ بخوفِ طوالت ہم یہاں امام شافعیؒ کے تمام دلائل پیش کرنے کی بجائے صرف ان کے حوالہ جات اور اس ایک مختصر عبارت کو نقل کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں :

"ولم نجد عنه حديثين مختلفين إلا ولهما مخرج أو على احدهما دلالة بأحد ما وصفت إما بموافقة الكتاب أو غيره من السنة أو بعض الدلائل" (۱۲۱)

حافظ الکندیؒ امام ابن خزیمہؒ سے نقل کرتے ہیں :

"لا أعرف أنه روىٰ عن النبي صلى الله عليه وسلم حديثان بأسنادين صحيحين متضادين فمن كان عنده فليأتني به لاولف بينهما" (۱۲۲)

"مجھے کسی دو ایسی حدیثوں کا علم نہیں ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہوں اور باہم متضاد ہوں۔ اگر کسی شخص کے پاس ایسی کوئی چیز ہو تو اسے میرے پاس لائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ میں ان کے مابین جمع و تطبیق پیدا کر دوں"

اور ابن جبیرؒ سے مروی ہے :

"ما بلغني حديث على وجهه الا وجدت مصداقه في كتاب الله تعالى"(۱۲۳)

"میرے پاس ایسی کوئی حدیث نہیں پہنچی ہے کہ جس کا مصداق مجھے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں نہ مل پایا ہو"

اور ابن ابی حاتمؒ نے حضرت ابن مسعودؓ سے تخریج فرمائی ہے :

"إذا حدثتكم بحديث أنباتكم بتصديقه من كتاب الله"(۱۲۴)

"جب میں تمہیں کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو کتاب اللہ سے اسکی تصدیق بھی بتا دیتا ہوں"

امام ابن حزمؒ اندلسی نے بھی اس بارے میں کافی مفید بحث درج فرمائی ہے، چنانچہ محمد بن عبداللہ بن میسرہؒ کا قول نقل فرماتے ہیں کہ ...... حدیث کی تین قسمیں ہیں :

۱۔ جو کچھ قرآن میں ہے، اس کے موافق حدیث ...... اس کا اخذ کرنا فرض ہے۔

۲۔ جو کچھ قرآن میں ہے اس پر زائد حدیث ...... یہ حدیث مضاف إلى ما في القرآن ہے، اس کا اخذ کرنا بھی فرض ہے۔

۳۔ جو کچھ قرآن میں ہے، اس کے مخالف حدیث ...... پس یہ مطرح ہے"(۱۲۵)

پھر اس قول کی زبردست تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :

"کسی خبر صحیح کے احکام قرآن کے خلاف موجود ہونے کی اصلاً کوئی سبیل نہیں ہے ہر خبر شریعت ہے ولا سبيل إلى وجه ثالث"(۱۲۶)

اور جناب امین احسن اصلاحی کے استاذ جناب حمید الدین فراہی بھی جزوی طور پر اسی فکر کے قائل ہیں، چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں :

"میں یقین رکھتا ہوں کہ صحیح احادیث اور قرآن میں کوئی تعارض نہیں ہے تاہم میں روایات کو بطور اصل نہیں بلکہ بطور تائید پیش کیا کرتا ہوں۔ پہلے آیت کی تاویل مماثل آیات سے کرتا ہوں، اس کے بعد تبعاً احادیثِ صحیحہ کا ذکر کرتا ہوں تاکہ ان منکرین کو معارضہ کی راہ نہ ملے جنھوں نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے"(۱۲۷)

اوپر ہم نے جناب حمید الدین فراہی صاحب کے متعلق "جزوی طور پر اسی فکر کے قائل" ہونے کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کہ آں موصوف کے نزدیک جو حدیث بظاہر مخالف قرآن وارد ہو، وہ اصلاً صحیح ہو ہی نہیں سکتی، اگرچہ وہ اصولاً صحیح قرار پاتی ہو، لہٰذا اسے قبول نہیں کیا جائے گا۔ تعارض کے حقیقی نہیں بلکہ ظاہری ہونے کی آں موصوف کے نزدیک، غالباً کوئی گنجائش نہیں ہے، چنانچہ فرماتے ہیں :

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"......احکام کی ایسی روایات جن کی بنیاد نہ قرآن میں ملتی ہو اور نہ اس اضافہ کا قرآن متحمل ہوتا ہو اور وہ قرآن کی نصوص کے خلاف ہوں یا ان کے ماننے سے قرآن کا جلی یا خفی نسخ لازم آتا ہو ان کو ترک کرنا ضروری ہو گا کیونکہ ان کی نسبت نبی علیہ السلام ﷺ کے ساتھ درست نہیں۔ ان احکام کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں"(۱۲۸)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

"بعض روایات ایسی بھی نقل ہو گئی ہیں جو قرآن مجید کی اصل کو ڈھانے والی ہیں۔ ایسی روایات کو قبول کرنا خود قرآن کا انکار کرنا ہے۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ قرآن کو اس کی اصل سے پھیر دیں گے لیکن روایت کی تاویل کی جرات نہیں کریں گے۔ اسکی خاطر بسا اوقات وہ صرف آیت کی غلط تاویل پر ہی بس نہیں کرتے، بلکہ اسکے نظام کی قطع وبرید بھی کر ڈالتے ہیں، حالانکہ جب اصل وفرع میں تعارض ہو تو کاٹنے کی چیز فرع ہوتی ہے نہ کہ اصل" (۱۲۹)

ذیل میں ہم اس قسم کی بعض احادیث جن پر خلافِ قرآن ہونے کا الزام ہے کو ذکر کرتے ہیں اور ان کے مخالف قرآن ہونے کی حقیقت پر تبصرہ پیش کرتے ہیں: (آئندہ شمارہ میں)

حوالہ جات

(۹۷) المآئدۃ ۹۱ (۹۸) سنن ابو داؤد مع عون المعبود ج ۳ ص ۳۶۸، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۱۰۴، سنن نسائی کتاب الاشربہ ۲۵ مسند احمد ج ۲ ص ۹۱، ۱۶۷ وغیرہ (۹۹) المآئدۃ ۹۶ (۱۰۰) المآئدۃ ۴ (۱۰۱) سنن ابو داؤد مع عون المعبود ۳ ص ۶۸ (۱۰۲) النسآء ۲۳ (۱۰۳) صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۹ ص ۱۶۰ (۱۰۴) النسآء ۲۳ (۱۰۵) صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۹ ص ۱۳۹ (۱۰۶) البقرۃ ۱۷۸ (۱۰۷) کمافی تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۱۰ (۱۰۸) النور ۳۳ (۱۰۹) کمافی تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۹ (۱۱۰) النسآء ۲۳ (۱۱۱) کمافی تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۷۱، صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۹ ص ۱۵۷ (۱۱۲) البقرۃ ۱۵۸ (۱۱۳) کمافی تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۱۹۹، صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۳ ص ۴۹۷ (۱۱۴) النسآء ۱۰۱ ابجد العلوم للنواب ج ۲ ص ۲۷۳ (۱۱۶) سنن ابو داؤد مع عون المعبود ج ۴ ص ۳۲۸، جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۳۷۴، سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۶، سنن الدارمی ج ۱ ص ۱۴۴، مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۰، ۱۳۲، الکفایۃ للخطیب ص ۸، تفسیر القرطبی ج ۱ ص ۳۷، ۳۸، جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۹۰ (۱۱۷) رسالہ "تدبر" لاہور عدد ۳۷ ص ۳۶ مجریہ ماہ نومبر ۱۹۹۱ء (۱۱۸) النسآء ۸۲ (۱۱۹) الصواعق المرسلۃ لابن قیم ج ۲ ص ۵۶۹ (۱۲۰) الرسالۃ للامام الشافعی ص ۸۴، ۸۶، ۱۰۵، ۱۰۸، ۱۴۶، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۹۸، ۲۱۲، ۲۲۱، ۲۲۸، ۲۳۰، ۲۳۲، ۵۶۴ (۱۲۱) نفس مصدر ص ۲۱۶ (۱۲۲) الکفایۃ للخطیب ص ۴۲۳، ۴۳۳، الاجوبۃ الفاضلۃ ص ۱۸۴، ۱۸۵ (۱۲۳) قواعد التحدیث للقاسمی ص ۵۹ (۱۲۴) نفس مصدر (۱۲۵) الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم ص ۱۹۷، ۲۰۱ (۱۲۶) نفس مصدر ص ۲۰۱ (۱۲۷) رسالۃ "تدبر" لاہور عدد ۳۷ ص ۳ مجریہ ماہ نومبر ۱۹۹۱ء (۱۲۸) نفس مصدر ص ۳۶ (۱۲۹) نفس مصدر ص ۳۴ بحوالہ مقدمۃ نظام القرآن للفراہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ